جناب اظہر جاوید صاحب
لیکچرر شعبہ قانون بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد

ولیمہ پر پابندی کا قانون اور شرعی نقطہ نظر

ایک عرصے سے ہمارے ملک میں یہ روایت بڑی مضبوط ہو چکی ہے کہ برسر اقتدار آنے والی ہر حکومت ملک میں موجود تمام تر خرابیوں کی ذمہ داری سابقہ حکومت کے سر ڈال دیتی ہے۔ ملک کی اقتصادی اور معاشی بدحالی کا ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے، واویلا کیا جاتا ہے کہ خزانہ خالی ہے اور ملک تباہی کے دھانے پر پہنچ چکا ہے۔ عوام کو یہ باور کرانے کی کوشش کی جاتی ہے کہ ان تمام تر مسائل پر صرف موجودہ حکومت ہی اپنی پالیسیوں کے ذریعے قابو پا سکتی ہے۔ عوام کو امن وامان کی بحالی اور معاشی خوشحالی کے سبز باغ دکھائے جاتے ہیں۔ اسی طرح دو تین سال کا عرصہ گزر جاتا ہے پھر اسمبلیاں ٹوٹ جاتی ہیں، حکومت ختم ہو جاتی ہے اور آنے والی نئی حکومت پھر وہی راگ الاپنا شروع کر دیتی ہے۔ ۱۹۹۶ء کے انتخابات میں میاں محمد نواز شریف کی مسلم لیگ عوام کے بھاری مینڈیٹ کے ساتھ کامیاب ہو کر اقتدار میں پہنچی تو صورتحال کچھ اسی طرح بیان کی گئی، عوام کو باور کرایا گیا کہ ملک تباہ ہو چکا ہے، خزانہ خالی ہے اور سابقہ حکمرانوں نے کرپشن اور لوٹ مار کے تمام ریکارڈ توڑ دیے ہیں۔ ایسی صورتحال میں صرف مسلم لیگ ہی پاکستان کو بچا سکتی ہے۔ چنانچہ خود انحصاری اور سادگی اختیار کرنے کے نعرے بلند کیے گئے۔ غیر ملکی قرض ادا کرنے کیلئے "قرض اتارو ملک سنوارو" مہم شروع کی گئی۔ کشکول توڑنے اور عالمی مالیاتی اداروں سے قرض حاصل نہ کرنے کا اعلان کیا گیا اور پھر واقعی کشکول توڑ دیا گیا لیکن یہ خود انحصاری کے جذبہ کے تحت نہیں توڑا گیا بلکہ کشکول چھوٹا اور ہماری ضرورتیں بڑی تھیں اس لیے چھوٹا کشکول توڑ کر ایک بڑا کشکول حاصل کر لیا گیا۔

حکمرانوں نے عوام کو سادگی اختیار کرنے کی تلقین کی اور حکومتی سطح پر بھی سادگی اپنانے اور حکومتی اخراجات میں کمی کا اعلان کیا گیا۔ اس اعلان کا تمسخر خود حکومت نے ملکہ برطانیہ اور سعودی عرب کے ولیعہد شہزادہ عبداللہ کے دورہ پاکستان کے موقع پر استقبالی تقریبات اور

ضیافتوں پر قومی سرمائے کو پانی کی طرح بہا کر اڑا یا۔ رہی سہی کسر وزیر اعظم پاکستان کے دورہ امریکہ کے موقع پر پوری کر دی گئی۔ ان مواقع پر قومی سرمائے کا جس بے دردی سے ضیاع کیا گیا وہ موجودہ حکومت کے روشن کارناموں میں سے ایک کارنامہ ہے جسکی بازگشت ملکی ذرائع ابلاغ کے علاوہ بین الاقوامی ذرائع ابلاغ میں بھی سنی گئی۔ سادگی کی مہم کے سلسلے میں شادی بیاہ پر کھانا کھلانے کی پابندی کا قانون بنایا گیا۔

۱۵۔ مارچ ۱۹۹۷ء کو اس وقت کے صدر مملکت جناب فاروق احمد خان لغاری نے ایک آرڈیننس کے ذریعہ شادی بیاہ کی تقریبات کے موقع پر کھانا پیش کرنے پر دو سال کے عرصہ کیلئے پابندی عائد کر دی۔ اس آرڈیننس کی دفعہ نمبر 4 کے ذریعہ شادی بیاہ کی تقریبات میں چاہے وہ ہوٹل میں ہوں، شادی ہال، کلب، کمیونٹی سنٹر یا کسی کھلی جگہ پر ہوں ہر قسم کی کھانے پینے کی اشیاء پیش کرنے پر پابندی لگا دی گئی اور صرف ٹھنڈے یا گرم مشروبات پیش کرنے کی اجازت دی گئی۔ اسی آرڈیننس کی دفعہ نمبر 7 کے تحت اس قانون کی خلاف ورزی کو جرم قرار دیا گیا اور مجرم کو ایک لاکھ روپے سے لیکر تین لاکھ روپے تک جرمانہ کی سزا کا مستوجب قرار دیا گیا۔ چونکہ یہ پابندی صرف دو سال کے لیے تھی اور اس کی معیاد مارچ ۱۹۹۹ء میں ختم ہو رہی تھی اس لیے ۴ دسمبر ۱۹۹۸ء کو موجودہ صدر مملکت جناب محمد رفیق تارڑ نے ایک دوسرے آرڈیننس کے ذریعہ اس پابندی کو پانچ سال کے عرصہ تک بڑھا دیا ہے اور سابقہ آرڈیننس کی دفعہ نمبر 3 میں ذیلی دفعہ "د" کا اضافہ کر کے شادی بیاہ کی تقریبات کیلئے وقت کا تعین بھی کر دیا ہے جس کی رو سے مغرب کے بعد شادی بیاہ کی تقریبات پر پابندی لگا دی گئی ہے۔ بعض حلقوں کی جانب سے اس قانون کو سراہا گیا ہے اور اسے سفید پوش طبقے سے ایک بڑا بوجھ کم کرنے کیلئے ایک درست قدم قرار دیا گیا ہے جبکہ دوسری طرف اس قانون کی مخالفت بھی کی گئی ہے کیونکہ اس سے بہت سارے طبقات اور ان کا روزگار متاثر ہوا ہے۔ مخالفت کرنے والوں میں شادی ہال، ٹینٹ سروس، پولٹری کی صنعت سے وابستہ افراد اور کئی دوسرے لوگ شامل ہیں جن کے کاروبار کا تعلق ان تقریبات سے ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سادگی اختیار کرنے کیلئے دعوت ولیمہ پر پابندی کو ہی کیوں منتخب

کیا گیا ہے جبکہ ہمارے معاشرے میں کئی ایسی قبیح رسمیں موجود ہیں جن کی مسلمانوں کے ہاں کوئی مذہبی، روایتی یا ثقافتی حیثیت نہیں ہے، لیکن ان رسموں کو سرکاری سرپرستی حاصل ہے اور ہر سال لاکھوں نہیں کروڑوں روپے ان پر صرف کر دیے جاتے ہیں اور بیسیوں انسانی جانیں بھی ان کی بھینٹ چڑھ جاتی ہیں۔ اس سلسلے میں بسنت کی مثال دی جاسکتی ہے جس پر ہر سال نہ صرف کروڑوں روپے ضائع کیے جاتے ہیں بلکہ کئی قیمتی جانوں کا ضیاع بھی ہوتا ہے اور کئی افراد عمر بھر کیلئے معذور ہو جاتے ہیں اس کے باوجود بسنت کے تہوار کی باقاعدہ تشہیر اور سرپرستی ہوتی ہے۔

۱۹۹۸ء کے اعداد و شمار کے مطابق پتنگ بازی کے نتیجے میں صرف واپڈا کو ۷۱ کروڑ روپے کا نقصان برداشت کرنا پڑا۔ یہ نقصان ٹرانسفارمرز کے جلنے، بجلی کی تاریں ٹوٹنے اور واپڈا کی دوسری تنصیبات کو پہنچنے والے نقصان کی صورت میں ہوا۔ اس کے علاوہ بجلی کی فراہمی میں بار بار تعطل اور اس کی وجہ سے عام لوگوں کی گھریلو استعمال کی بجلی کی اشیاء کو پہنچنے والے نقصان کے اعداد و شمار دستیاب نہیں ہیں۔ بسنت کے تہوار کو منانے کیلئے پاکستان جیسا مقروض ملک پتنگ بنانے کیلئے کاغذ، بانس اور دھاگہ درآمد کرنے پر خطیر زرمبادلہ صرف کرتا ہے۔ متعدد حلقوں کی جانب سے بارہا اس پر پابندی عائد کرنے کا مطالبہ کیا جاچکا ہے لیکن حکومت کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔ شب برأت اور خوشی کے دوسرے مواقع پر آتش بازی بھی ایک رسم کی صورت اختیار کر گئی ہے۔ آتش بازی کا سامان نہ صرف ملک میں تیار کیا جاتا ہے بلکہ چین اور دوسرے ممالک سے درآمد بھی کیا جاتا ہے۔ اس سامان کی عام مارکیٹوں میں کھلے عام خرید و فروخت ہوتی ہے اور بارہا اس سے کئی خوفناک حادثات نے جنم لیا ہے جو کئی انسانی جانوں کو نگل گئے اور کروڑوں روپے مالیت کی جائیداد تباہ و برباد ہو گئی۔ یہ سب کچھ سرعام ہوتا ہے لیکن حکومت کو ان پر پابندی لگانے کا خیال کبھی نہیں آیا۔ اب ہم جناب نبی کریم ﷺ کی احادیث مبارکہ اور فقہاء امت کی آراء کی روشنی میں ولیمہ کی شرعی حیثیت کا جائزہ لیتے ہیں۔

ولیمہ عربی زبان کا لفظ ہے جس سے مراد شادی کی خوشی میں کی جانے والی دعوت طعام ہے گو کہ عربی اصطلاح کے مطابق اس لفظ کا اطلاق کسی بھی دعوت طعام پر کیا جاسکتا ہے لیکن عام مفہوم

میں اس سے مراد شادی کی خوشی میں پیش کیا جانے والا کھانا ہی ہے (۱)۔ فقہاء حنابلۃ نے گیارہ ایسے مواقع کا ذکر کیا ہے جن پر لوگوں کو کھانا کھلانا جائز اور مباح ہے (۲)۔ اسی طرح فقہاء مالکیہ اور شافعیہ نے چھ قسم کی دعوتوں کو مستحب قرار دیا ہے جن میں شادی کے موقع پر کھانا کھلانا' بچے کی پیدائش' بچے کے ختنہ' مکان کی تعمیر' سفر سے واپسی اور عزیز واقارب کو اظہار محبت کے طور پر کھانا کھلانا شامل ہے (۳)۔ خوشی کے موقع پر دوستوں اور اقرباء کو کھانا کھلانا نہ صرف ہماری روایت اور ثقافت کا حصہ ہے بلکہ دین کے اندر اسے جائز قرار دینے کے ساتھ ساتھ اسے سراہا بھی گیا ہے اور اس کی تاکید بھی کی گئی ہے۔ خوشی کے ان مواقع میں سرفہرست شادی کا موقع ہے لہذا نبی کریم ﷺ نے شادی پر ولیمہ کرنے کی خصوصی تاکید فرمائی ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ نے روایت فرمائی ہے :"لما خطب علی فاطمة رضی الله عنها قال: قال رسول الله ﷺ إنه لابد للعرس من ولیمة" (۴)۔ "جب حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا رشتہ طلب کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شادی کیلئے ولیمہ ضروری ہے۔ اور شاید اس تاکید کی وجہ یہ تھی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مالی حالات اس وقت زیادہ اچھے نہین تھے اور وہ ولیمہ کے اخراجات برداشت کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے تھے۔ چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح البخاری میں اس واقعہ کو یوں بیان فرمایا ہے :"أن علیا قال: کانت لی شارف من نصیبی من المغنم وکان النبی صلی الله علیه وسلم اعطانی شارفا من الخمس - فلما أردت أن ابتنی بفاطمة بنت رسول الله ﷺ واعدت رجلا صواغاً من بنی قینقاع أن یرتحل معی فنأتی باذخر' أردت أن ابیعه من الصواغین واستعین به فی ولیمة عرسی" (۵)۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے حصے میں مال غنیمت میں سے ایک اونٹنی آئی اور نبی کریم ﷺ نے ایک اونٹنی مجھے مال خمس میں سے عطا کردی۔ پس جب میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی کا ارادہ کیا تو بنی قینقاع کہ ایک سنار سے وعدہ

---

(۱)۔ لسان العرب فصل الواؤ حرف المیم ج ۱۲ / ص ۶۶۴' القاموس المحیط فصل الواؤ باب المیم ج ۳ / ص ۱۸۷ (۲)۔ الانصاب فی معرفة الراجع من الخلاف' ج ۸ / ص ۳۱۶ (۳)۔ المهذب 'ج ۲ / ص ۶۴' حاشیه الاسوقی علی الشرح الکبیر' ج ۲ / ۲۳۷ (۴)۔ مسند امام احمد بن حنبلؒ' ج ۵ / ص ۳۵۹ (۵)۔ صحیح البخاری / کتاب البیوع / باب ما قیل فی الصواغ / ج ۳ / ۱۲۔

۱۴۳۱

کیا کہ وہ میرے ساتھ چلے اور ہم اذخر (ایک خاص قسم کی گھاس) لیکر آئیں۔ میں اسے سناروں کے ہاتھ بیچوں اور اس رقم سے اپنی شادی کے ولیمہ کا اہتمام کروں۔ ان احادیث مبارکہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ولیمہ کی تاکید فرمائی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت علیؓ نے اپنے ولیمہ کا اہتمام کرنے کیلئے ایک خاص قسم کی گھاس کاٹ کر بیچی اور اس رقم سے اپنے ولیمہ کا اہتمام کیا۔ اسی ضمن میں حضرات محدثین نے نبی کریم ﷺ کی ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے شادی اور ولیمہ کا واقعہ بیان فرمایا ہے۔ صحیح البخاری، صحیح مسلم اور سنن النسائی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے :"

اقام النبي صلى الله عليه وسلم بين خيبر والمدينة ثلاثا يبنى عليه بصفية بنت حي فدعوت المسلمين إلى وليمة فما كان فيها من خبز ولالحم أمربالانطاع فألقى فيها من القمر والأقط والسمن فكانت وليمة(٦)۔

"نبی کریم ﷺ خیبر اور مدینہ کے درمیان تین دن کیلئے ٹھہرے اس دوران حضرت صفیہ بنت حی کی رخصتی ہوئی۔ پس میں نے مسلمانوں کو آپ ﷺ کے ولیمہ کی دعوت دی۔ جس میں گوشت اور روٹی نہیں تھی۔ نبی کریم ﷺ نے دستر خوان بچھانے کا حکم دیا اور اس پر کھجور، پنیر اور گھی رکھ دیا گیا پس یہی آپ ﷺ کا ولیمہ تھا"۔

امام الترمذی، ابوداؤد اور ابن ماجۃ نے اسی ولیمہ کا حال اس طرح بیان فرمایا ہے :

"أولم على صفية بنت حي بسويق وتمر"(٧)۔ "نبی کریم ﷺ نے حضرت صفیہؓ سے شادی پر ولیمہ ستو اور کھجور سے کیا"۔ اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ دین اسلام میں ولیمہ کو خصوصی اہمیت حاصل ہے کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو نبی کریم ﷺ دوران سفر اور مالی تنگدستی کے باوجود ولیمہ کا اہتمام نہ فرماتے۔ اسی طرح امام بخاریؒ نے ایک روایت نقل فرمائی ہے کہ :

(٦)۔ صحیح البخاری / کتاب النکاح / باب البناء فی السفر / ج ٦ / ١٤٠، صحیح مسلم / کتاب النکاح / باب فضیلۃ اعتاق أمۃ ثم تبتزوجھا / ج ٢ / ص ١٠٤٧، سنن النسائی / کتاب النکاح / باب البناء فی السفر / ج ٦ / ص ١٣٣۔

(٧)۔ سنن ابن ماجۃ / کتاب النکاح، باب الولیمۃ / ج ١ / ص ٦١٥، سنن أبی داؤد / کتاب النکاح / باب فی استحباب الولیمۃ عند النکاح / ج ٤ / ص ١٢٦، الترمذی / کتاب النکاح / باب ماجاء فی الولیمۃ / ج ٤ / ص ٤٠٣۔

أولم النبي صلى الله عليه وسلم على بعض نسائه بمدين من شعير" (۸)
نبی کریم ﷺ نے اپنی بعض ازواج مطہرات کا ولیمہ دو "مد" (☆) جو کے ساتھ کیا۔ اس روایت سے، یہ بات قطعاً واضح ہو جاتی ہے کہ ہر شخص جو شادی کرے اس پر لازم ہے کہ اپنی استطاعت کے مطابق ولیمہ کرے کیونکہ اگر ولیمہ لازم نہ ہوتا تو نبی کریم ﷺ اتنا سادہ سا اہتمام کرنے کا تکلف ہرگز نہ فرماتے۔ ان روایات کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بعض اوقات انتہائی سادگی سے دعوت کی اور چند لوگوں کو کھانا کھلا کر ولیمہ کی سنت کی اہمیت کو اجاگر فرما دیا۔ اس لیے اسی سنت کا اتباع کرتے ہوئے اگر مالی حالات اچھے نہ ہوں تو انتہائی سادگی کے ساتھ چند لوگوں کو بلا کر دعوت کر دی جائے تو یہ اتباع سنت کیلئے کافی ہوگی۔ ولیمہ کے ہی ضمن میں کتب احادیث میں نبی کریم ﷺ کی ام المؤمنین حضرت زینبؓ بنت جحش کے ساتھ شادی اور ولیمہ کا تذکرہ موجود ہے۔ امام مسلم نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے۔ "ما أولم النبي ﷺ على امراة من نسائه أكثر أو أفضل مما أولم على زينب" (۹)۔ "نبی کریم ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات میں سے کسی کا ولیمہ حضرت زینب بنت جحشؓ کے ولیمہ سے زیادہ اور بہتر نہیں فرمایا"۔ اس ولیمہ کا حال امام نسائی اور امام مسلم نے حضرت انسؓ کی روایت کے حوالہ سے یوں بیان فرمایا ہے: "تزوج النبي صلى الله عليه وسلم فدخل أهله' فصنعت امي حيساً فجعلته في تور فقالت: ياأنس اذهب بهذا إلى رسول الله ﷺ فذهبت به فقال: ضعه۔ ثم قال: ادع فلانا وفلانا ومن لقيت ۔فدعوت من سمى ومن لقيت۔ قال: قلت لأنس: عددكم كانوا؟ قال: زهاء ثلاثمائة۔ وقال لي رسول الله ﷺ يا أنس هات التور۔ قال فدخلوا حتى امتلأت الصفة والحجرة۔ فقال رسول الله ﷺ ليتحلق عشرة وليأكل كل إنسان ممايليه۔ قال: فأكلوا حتى شبعوا" (۱۰)

(☆) مد ایک پونڈ سے کچھ زیادہ ہوتا ہے اس لحاظ سے دو مد تقریباً ایک کلو ہوتے ہیں۔

---

(۸)۔ صحیح البخاری / کتاب النکاح / باب من أولم بأقل من شاة / ج ۶ / ص ۱۴۳ (۹)۔ صحیح مسلم / کتاب النکاح / باب زواج زینب بنت جحش واثبات ولیمة العرس / ج ۲ / ص ۱۰۴۹۔ (۱۰)۔ صحیح مسلم / کتاب النکاح / باب زواج زینب / ج ۲ / ص ۱۰۵۱، سنن النسائی / کتاب النکاح / باب الهدیة لمن عرس / ج ۶ / ص ۱۳۶۔

"نبی کریم ﷺ نے شادی فرمائی تو میری والدہ نے کھانا تیار کر کے ایک برتن میں ڈالا اور مجھے کہا کہ اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے جاؤ۔ چنانچہ میں لے گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اسے رکھ دو اور فلاں فلاں اور جو بھی تمہیں ملے اسے کھانے کی دعوت دو۔ پس میں نے ان تمام لوگوں کو جن کا نام نبی کریم ﷺ نے لیا اور جو مجھے ملے دعوت دی۔ راوی نے حضرت انسؓ سے پوچھا کہ ان کی تعداد کتنی ہوگی؟ حضرت انسؓ نے جواب دیا۔ تین سو کے قریب۔ پھر نبی کریم ﷺ نے حضرت انسؓ سے فرمایا کہ کھانے کا برتن لے آؤ۔ جب یہ تمام لوگ کھانے کیلئے جمع ہوئے تو مسجد نبوی کا صفہ اور آپ ﷺ کا حجرہ مبارک بھر گیا۔ آپ ﷺ نے ان لوگوں سے فرمایا کہ دس دس آدمیوں کا حلقہ بنالیں اور ہر کوئی اپنے سامنے سے کھائے پس سب نے جی بھر کے کھایا"۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اسی دعوت ولیمہ کا حال حضرت انسؓ سے یوں روایت کیا ہے:

"دعوت المسلمين إلى وليمة رسول الله ﷺ صبيحة بنى زينب جحش فاشبع المسلمين خبزاً ولحما"(۱۱)۔ "میں نے تمام مسلمانوں کو نبی کریم ﷺ کی حضرت زینب بنت جحش سے شادی کی دوسری صبح دعوت دی اور تمام مسلمانوں نے جی بھر کے گوشت اور روٹی کھائی"۔ ان احادیث سے بالکل واضح ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بعض ازواج مطہرات سے شادی کے مواقع پر بہت سادہ ولیمہ کا اہتمام فرمایا اور بعض دوسرے مواقع پر اس کے بالکل برعکس بہت زیادہ اور اچھے کھانے کا انتظام کیا اور اس میں زیادہ لوگوں کو مدعو فرمایا۔ اس ضمن میں فقہاء کی رائے ہے کہ "هذا الاختلاف ليس مرجعه تفصيل بعض نسائه على بعض وإنما سببه اختلاف حالتي العسر واليسر"(۱۲)۔ "اس اختلاف کی وجہ بعض ازواج مطہرات کی دوسری کے اوپر فضیلت نہیں بلکہ اس کا سبب بعض وقت کی مالی تنگدستی اور خوشحالی ہے۔ ان روایات سے یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ اگر انسان کے مالی حالات اچھے نہ ہوں تو وہ سادگی کے ساتھ ولیمہ کا اہتمام کرے اور اپنی استطاعت کے مطابق لوگوں کو مدعو کرے لیکن اگر اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی نعمتوں سے نوازا ہوا ہو اور وہ مالی طور پر خوشحال ہو تو اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کیلئے اس پر

(۱۱)۔ مسند امام احمد بن حنبلؒ، ج ۳/ص ۱۰۵۔ (۱۲)۔ فقہ السنۃ، ج ۲/ص ۲۳۱۔

لازم ہے کہ اپنے عزیز و اقارب اور دوست و احباب کی حسب حال دعوت کرے اور ان سب کو کھانا کھلائے۔ ولیمہ میں دوست و احباب کے ساتھ ساتھ فقراء اور مساکین کو مدعو کرنا بھی سنت نبوی ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: "شر الطعام طعام الولیمة یدعی لھا الأغنیاء ویترک الفقراء" (۱۳) "سب سے بُرا کھانا وہ ولیمہ ہے جس میں امراء کو تو دعوت دی گئی ہو لیکن فقراء اور مساکین کو چھوڑ دیا گیا ہو"۔ اب ولیمہ کے ثبوت میں حرف آخر کے طور پر نبی کریم ﷺ کی ایک اور حدیث نقل کی جاتی ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو شادی کی مبارکباد دیتے آپ نے فرمایا "بارک اللہ لک أولم ولو بشاة" (۱۴) "اللہ تعالیٰ تمھاری شادی میں برکت عطا فرمائے ولیمہ کرو چاہے ایک بکری ہی ذبح کرو"۔ اس حدیث مبارکہ میں صیغہ امر استعمال ہوا ہے "أولم ولو بشاة" بعض فقہا کے نزدیک جب کسی کام کیلئے صیغہ امر استعمال ہو تو اس کا کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ اب تک ہم نے ولیمہ کے ثبوت میں نبی کریم ﷺ کی احادیث مبارکہ نقل کی ہیں۔ اب انہیں احادیث کی روشنی میں فقہاء کرام کی رائے کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

احناف کی رائے کے مطابق جو فتاویٰ عالمگیریہ میں نقل کی گئی ہے: "ولیمة العرس سنة فیھا مثوبة عظیمة۔ وھی إذا بنی الرجل بامراته ینبغی أن یدعوا الجیران والأقرباء والأصدقاء ویذبح لھم ویضع لھم طعاماً" (۱۵)۔ شادی پر ولیمہ کرنا سنت ہے اور اس میں عظیم ثواب ہے اور ولیمہ یہ ہے کہ جب رخصتی ہو جائے تو اسے چاہیئے کہ اپنے پڑوسیوں، رشتہ داروں اور دوستوں کی دعوت کرے۔ ان کیلئے جانور ذبح کرے اور ان کیلئے کھانا تیار کرے"۔ فتاویٰ عالمگیریہ کی یہ عبارت بالکل واضح ہے کہ ولیمہ رسم اور فضول خرچی نہیں بلکہ سنت ہے اور اس سنت

---

(۱۳)۔ صحیح البخاری / کتاب النکاح / باب حق اجابة الولیمة / ج ۶ / ص ۱۴۳، صحیح مسلم / کتاب النکاح / باب الأمر باجابة الداعی إلی الدعوة / ج ۲ / ص ۱۰۵۳، سنن ابن ماجة / کتاب النکاح / باب الولیمة / ج ۱ / ص ۶۱۶، المؤطا / کتاب النکاح / باب ماجاء فی الولیمة / ج ۲ / ص ۵۴۶، مسند امام احمد بن حنبل، ج ۲ / ص ۲۶۷، سنن الدارمی / کتاب الأطعمة / باب فی الولیمة / ص ۵۰۱۔

(۱۴)۔ صحیح البخاری / کتاب النکاح / باب الولیمة حق / ج ۶ / ص ۱۴۱، سنن الترمذی / کتاب النکاح / باب ماجاء فی الولیمة / ج ۳ / ص ۴۰۲، سنن ابن ماجة / کتاب النکاح / باب الولیمة / ج ۱ / ص ۶۱۵، مؤطا / کتاب النکاح / باب ماجاء فی الولیمة / ج ۲ / ص ۵۴۵، سنن الدارمی / کتاب النکاح / باب فی الولیمة / ص ۵۳۹۔ (۱۵)۔ فتاوی عالمگیریة، ج ۵ / ص ۳۴۳۔

پر عمل کرنے سے عظیم ثواب ملتا ہے۔ یہاں یہ بات بھی ملحوظ خاطر رہے کہ فتاویٰ عالمگیریہ بر صغیر پاک وھند میں فقہ حنفی کی سب سے زیادہ مستند کتاب تسلیم کی جاتی ہے۔ فقہاء مالکیہ کی رائے کے مطابق جو کہ "حاشیة الاسوقی علی الشرح الکبیر" میں نقل کی گئی۔ "هومندوب وقیل أنهاواجبة" (١٦) ولیمہ سنت ہے اور دوسری رائے کے مطابق یہ واجب ہے"۔ فقہاء شافعیہ کی رائے کے مطابق جو کہ مشہور فقیہہ اَبو اسحٰق ابراہیم بن علی نے اپنی کتاب "المھذب" میں بیان کی ہے: "الطعام الذی یدعی إلیه الناس ستت، الولیمة للعرس، والخرس للولادة، والاعذارللختان، والوکیرة للبناء ، والنقیعه لقدوم المسافر، والمأدبة لغیرسبب، ویستحب ماسوی الولیمة لما فیها من اظهارالنعم والشکرعلیها واکتساب الأجروالمحبة، أما ولیمة العرس فهذا اختلف اصحابنا فیها فمنهم من قال واجبة ومنهم من قال مستحبة لأنه طعام لحادث سرور" (١٧) "کھانا جس میں لوگوں کو مدعو کیا جاتا ہے چھ قسم کا ہے۔ شادی کے موقع پر ولیمہ، بچے کی پیدائش پر خرس یا عقیقہ، بچے کے ختنہ پر اعذار مکان کی تعمیر پر وکیرہ، سفر سے واپسی پر نقیعہ اور بغیر کسی سبب کے مأدبة۔ یہ تمام دعوتیں سوائے ولیمہ کے مستحب ہیں کیونکہ ان کا مقصد اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا اظہار اور ان پر اس کی ذات کا شکر ادا کرنا اور اجر و ثواب حاصل کرنا ہے لیکن ولیمہ میں ہمارے فقہاء نے اختلاف کیا ہے ان میں بعض کے نزدیک ولیمہ واجب ہے اور بعض کے نزدیک مستحب کیونکہ یہ کھانا بھی دوسرے کھانوں کی طرح خوشی کے موقع پر ہے"۔ اس عبارت کی روشنی میں اگر ہم اپنے معاشرتی رویوں کا جائزہ لیں تو یہ واضح ہوتا ہے کہ یہی وہ خوشی کے مواقع ہیں جن پر لوگ ایک دوسرے کی دعوت کرتے ہیں۔ مغنی المحتاج میں شافعیہ کی رائے یوں نقل کی گئی ہے: "ولیمة العرس سنة وفی قول أووجه واجبة والاجابة إلیها فرض عین" (١٨)۔ "شادی کے موقع پر ولیمہ کرنا سنت ہے اور ایک دوسرے قول کے مطابق واجب ہے اور اس دعوت کا قبول کرنا فرض عین ہے"۔ فقہاء حنابلہ کی رائے کے مطابق جو کہ مشہور حنبلی فقیہہ ابن قدامہ نے

---

(١٦)۔ حاشیہ الدسوقی علی الشرح الکبیر، ج /٢، ص ٣٣٧ (١٧)۔ المھذب، ج ٢/ ص ٦٤ (١٨)۔ مغنی المحتاج، ج ٣/ ص ٢٤٥

"المغنی" میں نقل کیا ہے :"یستحب عن تزوج أن یولم ولوبشاۃ لاخلاف بین اھل العلم فی أن الولیمة سنة فی العرس المشروعة"(۱۹)
"جو کوئی شادی کرے اس لیے مستحب ہے کہ ولیمہ کرے چاہے اس میں ایک بکری ہی ذبح کرے۔ اس بات پر اھل علم میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ شادی کے موقع پر ولیمہ سنت ہے"۔ انہی کی ایک رائے جو "کشاف القناع" میں بیان کی گئی ہے کے مطابق "ولیمة العرس سنة مؤکدة ویسن ألا ینقص الولیمة عن شاة والأولی الزیادة علیها"(۲۰)۔
"شادی پر ولیمہ سنت مؤکدہ ہے اور سنت یہ ہے کہ ولیمہ پر کم از کم ایک بکری ذبح کی جائے اور اس سے زیادہ بہتر ہے"۔ فقہاء امت کی آراء کے آخر میں یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ظاہریۃ کی رائے کو بھی نقل کیا جائے۔ المحلی کی عبارت اس طرح ہے :"وفرض علی کل من تزوج أن یؤلم بما قل أوکثر"(۲۱)"جو کوئی شادی کرے اس پر فرض ہے کہ ولیمہ کرے چاہے تھوڑا ہو یا زیادہ۔ فقہاء کے ان اقوال کا جائزہ لینے سے یہ نتیجہ سامنے آتا ہے کہ ولیمہ ایک رسم یا رواج یا فضول خرچی کا عمل نہیں ہے بلکہ ہر شادی کرنے والے پر واجب ہے کہ وہ ولیمہ کرے' جیسا کہ جمہور فقہاء یعنی مالکیہ' شافعیہ' حنابلہ اور ظاھریۃ کی رائے سے واضح ہے۔ اور اگر یہ واجب نہیں ہے تو کم از کم سنت مؤکدۃ ضرور ہے جیسا کہ احناف نے کہا ہے اور یہی رائے بعض مالکی' شافعی اور حنبلی فقہاء کی بھی ہے۔ دعوت ولیمہ کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اس موقعہ پر دولہا اور دلہن کو تحائف پیش کیے جاتے ہیں۔ یہ تحائف پیش کرنے کی ایک ہی صورت ہو سکتی ہے کہ عزیز واقارب اور دوست واحباب کو مدعو کیا جائے۔ تحفہ دینے کی تاکید خود نبی کریم ﷺ نے فرمائی ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ نے آپ ﷺ کی حدیث مبارک یوں نقل کی ہے :"تھادوافان الھدیة تذھب وعزالصدر "(۲۲)"ایک دوسرے کو تحفہ دو بیشک تحفہ دینا دل کی رنجشوں کو دور کرتا ہے"۔ اسی مضمون کی احادیث امام الترمذیؒ نے سنن الترمذی اور امام مالکؒ نے المؤطا میں نقل فرمائی ہیں"(۲۳)۔

---

(۱۹)۔ المغنی' ج ۷ / ص ۲ (۲۰)۔ کشاف القناع' ج ۵ / ص ۱۶۶ (۲۱)۔ المحلی' ج ۹ / ص ۴۵۰ (۲۲)۔ مسند امام احمد بن حنبلؒ ج ۲ / ص ۴۰۵ (۲۳)۔ سنن الترمذی / کتاب الولاء والھبة / باب فی حث النبی علی التھادی / ج ۴ / ص ۴۴۱' المؤطا / کتاب حسن الخلق / باب صاجاء فی الھاجرۃ / ج ۲ / ص ۹۰۸۔

عصر حاضر میں جبکہ باہمی رنجشیں اور رقابتیں پورے معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لیے ہوئے ہیں۔ محبت اور یگانگت ناپید ہے۔ بھائی بھائی کا گلا کاٹ رہا ہے' باہمی اعتماد کا فقدان ہے، ایسے میں مذہبی نقطہ نگاہ سے ہٹ کر بھی ایسی سماجی سرگرمیاں بہت ضروری ہیں جو انسانوں کو انسانوں کے قریب لا سکیں اور ان کے باہمی تعلقات کو خود غرضی اور منافقت کی بجائے محبت اور اخوت کی بنیاد پر استوار کر سکیں۔ شادی ایک ایسی ہی سماجی تقریب ہے جس میں ناراض لوگوں کو منایا جاتا ہے' باہمی تحائف کا تبادلہ ہوتا ہے' دلوں کے میل دور ہوتے ہیں اور معاشرے میں ہم آہنگی اور بھائی چارے کی فضاء پیدا ہوتی ہے۔ فضول خرچی شریعت اسلامی میں ایک ناپسندیدہ عمل ہے بلکہ فضول خرچی کرنے والوں کو قرآن پاک میں شیطان کا بھائی کہا گیا ہے۔ اس عمل کی کسی بھی طور پر نہ تو حوصلہ افزائی ہونی چاہئیے اور نہ اجازت کیونکہ اس سے معاشرتی توازن بگڑ جاتا ہے' دلوں میں نفرت' حسد اور احساس محرومی کے جذبات پیدا ہوتے ہیں جو آگے چل کر بہت بڑے معاشرتی بگاڑ کا باعث بنتے ہیں۔ میانہ روی اور اعتدال ہی معاشرے میں امن و سکون اور پرامن بقاء باہمی کی ضمانت ہیں یہی وجہ ہے کہ اللہ کے بندوں کی صفات میں سے ایک صفت یہ بھی بیان کی گئی ہے نہ وہ بے جا خرچ کرتے ہیں اور نہ کنجوسی سے کام لیتے ہیں۔ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے : "والذین إذا أنفقوا لم یسرفوا ولم یقتروا وکان بین ذلک قواماً" (۲۴) "اور وہ لوگ کہ جب خرچ کرنے لگیں نہ اڑائیں اور نہ تنگی کریں اور ہے اسکے بیچ ایک سیدھی گزران"۔ مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ اس ضمن میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے مال خرچ کرتے وقت نہ اسراف اور فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ بخل اور کوتاہی بلکہ دونوں کے درمیان اعتدال پر قائم رہتے ہیں۔ اصطلاح شرع میں حضرت ابن عباس' مجاہد' قتادہ اور ابن جریج کے نزدیک اللہ کی معصیت میں خرچ کرنا اسراف ہے اگرچہ ایک پیسہ ہی ہو اور بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ جائز اور مباح کاموں میں ضرورت سے زائد خرچ کرنا جو فضول خرچی کی حد میں داخل ہوئے وہ بھی اسراف کے حکم میں ہے۔ اسی طرح اقتار کے معنی خرچ میں تنگی اور بخل کے ہیں یعنی جنکاموں میں اللہ اور رسول ﷺ نے خرچ کرنے کا حکم دیا ہے ان میں خرچ کرنے میں تنگی برتنا (اور بالکل خرچ نہ کرنا بدرجہ اَولیٰ اس میں شامل ہے")(۲۵)۔

---

(۲۴)۔ الفرقان: ۶۷ (۲۵)۔ معارف القرآن: ج ۶ / ص ۵۰۴

۔۔۔ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ برائی اور معصیت کے کاموں میں کم خرچ کرنا بھی فضول خرچی کے زمرے میں آتا ہے لیکن جائز اور مباح کاموں میں بھی اعتدال کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیئے۔ احادیث صحیحہ سے یہ بات پوری طرح ثابت ہوگئی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بعض اوقات معمولی سے ولیمہ کا اہتمام کیا اور بعض اوقات تین سو کے قریب لوگوں کی دعوت بھی فرمائی۔ اس سے ہم یہ نتیجہ اخذ کرسکتے ہیں کہ اعتدال کا تعلق براہ راست انسان کی خوشحالی سے ہے اگر اس کی مالی حالت اچھی اور حلقہ احباب وسیع ہے تو اسے اپنے معیار کے مطابق اپنے احباب کی دعوت کا اہتمام کرنا چاہیئے اگر وہ ایسا کرنے میں بخل اور کنجوسی سے کام لے گا تو یقیناً کفران نعمت کا ارتکاب کرے گا۔ امام احمد بن حنبلؒ نے نبی کریم ﷺ کا قول نقل فرمایا ہے: "كلوا واشربوا وتصدقوا والبسوا في غير مخيلة ولا سرف إن الله يحب أن ترى نعمة على عبده"(۲۶)

کھاؤ، پیو، پہنو اور صدقہ کرو لیکن اس میں تکبر اور اسراف نہ ہو، بے شک اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے کہ اس کی عطا کردہ نعمتیں اس کے بندوں پر نظر آئیں"۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر شکر کا اظہار انسان کے کھانے پینے، پہننے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے ہونا چاہیئے اور اللہ پاک ایسے خرچ کو پسند کرتا ہے بشرطیکہ اس میں تکبر اور اسراف نہ ہو۔ اسی بنیاد پر فقہاء شافعیہ کہتے ہیں کہ "صرف المال في الصدقة ووجوه الخير والمطاعم والملابس التي لا تليق بحاله ليس بتبذير"(۲۷) "صدقہ، نیکی کے کاموں، کھانے، پینے اور پہننے پر مال خرچ کرنا فضول خرچی نہیں ہے چاہے یہ خرچ اس کی استطاعت سے کچھ زیادہ ہو"۔ اس تمام بحث کا خلاصہ یہ ہوا کہ خوشی کے مواقع پر اپنی استطاعت کے مطابق عزیز و اقارب کی دعوت کرنا اور انہیں کھانا کھلانا اور ان کی خاطر تواضع کرنا فضول خرچی نہیں ہے بلکہ نبی کریم ﷺ کے حکم کی تعمیل اور اللہ تعالیٰ کی عطاء کردہ نعمتوں کا شکر ادا کرنا ہے۔ لیکن ہمارے ہاں گنگا الٹی بہتی ہے۔ ملک میں ناچ، گانے، لہو و لعب اور گناہ و معصیت کے کاموں پر نہ تو خرچ کرنے کی پابندی ہے اور نہ ہی اس خرچ کی کوئی حد مقرر ہے جبکہ جائز اور مباح بلکہ سنت مؤکدہ پر قانونی پابندی لگا کر اسے سادگی کا نام دے دیا

(۲۶)۔ مسند امام احمد بن حنبلؒ، ج ۲/ ص ۱۸۲ (۲۷)۔ مغنی المحتاج، ج ۲/ ص ۱۶۸

گیا ہے۔ آخر میں دستور پاکستان ۱۹۷۳ء کے آرٹیکل ۲۲۷ کا حوالہ دینا بھی بے محل نہ ہوگا۔ اس آرٹیکل میں کہا گیا ہے کہ :"تمام موجودہ قوانین کو قرآن وسنت کے احکامات کے مطابق اسلامی سانچے میں ڈھالا جائے گا اور کوئی ایسا قانون نہیں بنایا جائے گا جو قرآن وسنت کے احکامات سے متصادم ہو"۔ جب یہ ثابت ہو چکا ہے کہ ولیمہ محض رسم ورواج نہیں بلکہ سنت مؤکدہ ہے اور حدیث میں ولیمہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے تو پھر یہ قانون دستور پاکستان کی بھی خلاف ورزی ہے۔ اس لیے عقل ودانش کا تقاضا یہ ہے کہ ایک سنت پر پابندی لگانے کے بجائے معاشرے میں موجود دوسری قبیح اور فضول رسموں پر پابندی عائد کی جائے اور عام لوگوں کو اپنے مال میں جائز تصرفات سے روکنے کے بجائے حکومت قومی خزانے میں اپنے ناجائز تصرفات ختم کرے۔ ایسے اقدامات کو نہ صرف عوامی تائید وحمایت حاصل ہوگی بلکہ معاشرہ بھی کئی قسم کی برائیوں سے پاک ہوگا اور سرزمین پاک پر اللہ کی رحمتیں نازل ہوں گی۔

﴿حوالہ جات﴾

اس مضمون کی تیاری میں درج ذیل کتب سے استفادہ کیا گیا ہے :

(۱)۔ قرآن حکیم (معارف القرآن' مولانا مفتی محمد شفیعؒ) (۲)۔ صحیح البخاری : محمد بن اسماعیل البخاری (۳)۔ صحیح مسلم :ابوالحسین مسلم بن حجاج۔ (۴)۔ سنن ابن ماجۃ : ابو عبداللہ محمد بن یزید بن ماجۃ (۵)۔ سنن ابو داؤد :ابو داؤد سلیمان بن اشعث (۶) سنن النسائی : ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب النسائی (۷)۔ الجامع الصحیح :ابو عیسی محمد بن عیسی الترمذی (۸) مسند امام احمد بن حنبلؒ : ابو عبداللہ احمد بن حنبلؒ (۹)۔ سنن الداری : ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن الدرمی (۱۰)۔ المؤطا : ابو عبداللہ مالک بن انس (حدیث کی یہ تمام کتب استنبول ترکی کی مطبوعہ ہیں) (۱۱)۔ فتاوی عالمگیریۃ : مطبوعۃ مکتبۃ ماجدیۃ کوئٹہ' پاکستان (۱۲)۔ حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر : شمس الدین محمد عرفۃ الاسوقی مطبوعۃ بیروت' لبنان (۱۳)۔ مغنی المحتاج إلی معرفۃ معانی الفاظ المنھاج : شیخ محمد الشربینی الخطیب' مطبوعۃ بیروت' لبنان (۱۴)۔ المذھب فی فقہ مذھب الامام الشافعی : ابواسحٰق ابراھیم بن علی' مطبوعۃ مکتبۃ مصطفی البابی الحلبی' مصر (۱۵)۔ المغنی : ابو محمد عبداللہ بن احمد بن محمد بن قدامۃ' مطبوعۃ مکتبۃ الکلیات لأزھریۃ' قاھرہ' مصر (۱۶)۔ کشاف القناع عن متن الاقناع : منصور بن یوسف البھوتی' مطبوعۃ مکتبۃ النصر الحدیثۃ' الریاض' سعودی عرب (الانصاف فی معرفۃ الراجح من الخلاف : محمد حامد الفیقی' مطبوعہ دار أحیاء التراث العربی' بیروت' لبنان (۱۸)۔ المحلی : ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم' مطبوعہ دار الآفاق الجدیدۃ' بیروت' لبنان (۱۹)۔ فقہ السنۃ : السید سابق' مطبوعۃ دار الکتاب العربی بیروت' لبنان

(20).The Gazatte of Pakistan, Marriages(Prohibition of wastful expenses) Ordinance March 15, 1997 (21).The Gazatte of Pakistan, Marriages (Prohibition of wasteful expenses) (amendment) Ordinance 1998, Dec. 4,1998.

(22).Constitution of Pakistan 1973 ☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆.